ایم الیاس

کتابی شکل: پاکستانی پوائنٹ ڈاٹ کام
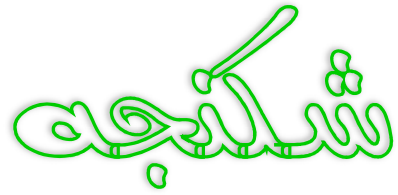
سورج ڈوبنے میں ابھی بہت دیر باقی تھی۔موسم بے حد خوش گوار تھا۔ زرناب اور جمال بنگلے کے باہر کھڑے تھے جو ایک بے حد اونچے ٹیلے پر بنا ہوا تھا۔ایسے بہت سارے اونچے اونچے پہاڑی ٹیلے رنگا ماٹی میں گھرے' موتیوں کی طرح بکھرے ہوئے ایک دوسرے سے فاصلے پر واقع ہیں۔ان ٹیلوں پر چھوٹے بڑے خوب صورت کاٹج' جدید طرز کے بنگلے پر شکوہ کوٹھیاں اور شاندار قسم کے ایسے ہوٹلز تک بنے ہوئے ہیں جہاں زندگی کی ہر قسم کی آسائشیں اور سہولتیں میسر ہیں۔ان پہاڑی ٹیلوں پر گھر ان فلمی ستاروں' صنعت کاروں' اسمگلروں اور ان دولت مندوں کے ہیں جو بنگلہ دیش

کی آزادی کے وقت راتوں رات بہاریوں کو لوٹ کر دولت مند بن گئے تھے۔

رنگا ماٹی پر شباب بہار کے موسم میں آتا تھا۔ادھر بارش طویل اکتا دینے اور تباہی و بربادی پھیلانے والے موسم کا خاتمہ ہوتا تھا۔ادھر بہار کے موسم کے ساتھ ساتھ گلابی جاڑے کے موسم کا بھی آغاز ہوجاتا تھا۔بنگلہ دیش میں موسم سرما میں لوگ سیر و تفریح مناتے اور سیاحت کے لیے اپنے گھروں سے نکلتے ہیں۔رنگا ماٹی میں نومبر کے آغاز ہی سے مقامی اور غیر ملکی سیاحوں کی آمد شروع ہوجاتی تھی اور یہاں رونقیں سمٹ آتی تھیں اور ان کا سنہرا جال کسی چادر کی طرح تن جاتا تو ایسا لگتا تھا کہ کوئی دلہن اپنا رنگین سا گھونگھٹ نکالے بیٹھی ہے۔یہ قدرتی پہاڑی ٹیلے تھے۔قدرت نے انہیں ہیروں کی طرح تراشا ہوا تھا۔کپتائی ڈیم بننے کے بعد، یہ علاقہ کسی دوشیزہ کی طرح حسین، پر شباب اور پر کشش ہوگیا تھا۔اس کا حسن اور شباب سیاحوں کو یہاں ہر سال

کشاں کشاں کھینچ لاتا تھا۔سیاح خشکی پر آنے جانے کے لیے موٹر بوٹس اور کشتیاں استعمال کرتے تو پانیوں کا حسن اور بڑھ جاتا تھا۔

اس کی بیوی نے یہ بنگلہ گزشتہ دنوں خرید کر اسے خوب اچھی طرح آراستا و پیراستا کیا تھا۔اب یہ بنگلہ کسی شاہی محل سے کم نہیں تھا۔اس کی آراستگی پر زرناب نے پیسا پانی کی طرح بہایا تھا۔وہ دونوں اس علاقے میں اس لیے آئے تھے کہ ایک مہینہ آرام و سکون سے گزارا جائے۔آرام و سکون کی خاطر تو اس کی بیوی نے یہ بنگلہ خریدا تھا۔وہ چاہتی تھی کہ اس گھر میں فلم کی کوئی بات نہ ہو۔کسی ڈائریکٹر، پروڈیوسر اور پرستاروں کی بھیڑ نہ ہو، یہاں ڈولی کا کوئی خیال نہ آئے۔ڈولی کا خیال بھی آیا تو اس قدر نہ ستا سکے گا اس لیے یہاں کی پر سکون فضا میں وہ دونوں اس طرح رچے بسے ہوں گے کہ ڈولی کی یاد بھی نہیں آئے گی۔اگر یاد آئے گی بھی وہ اس قدر نہ ستائے گی جتنا ڈھاکہ میں ستاتی تھی۔

زرناب دور بین آنکھوں سے لگائے مشرقی سمت دیکھ رہی تھی۔جہاں دور بہت ساری موٹر بوٹس اور کشتیاں شریر بچوں کی طرح اِدھر اُدھر تیزی سے بھاگتی دوڑتی اور گھومتی دکھائی دے رہی تھیں۔فضا میں رنگین آنچل پرچموں کی طرح لہرا رہے تھے۔ان میں مرد بچے لڑکیاں اور عورتیں بھی تھیں مگر وہ تو اپنی حسین و جمیل بیوی کو دیکھ رہا تھا۔جیسے وہ اپنی زندگی میں پہلی بار اسی عورت کو دیکھ رہا ہو۔اس کے ذہن میں خیالات تیزی سے گردش کرنے لگے تھے۔آج اس کی بیوی ' بنگلہ دیش کی سب سے بڑی ہیروئن تھی۔کل جو ایک بے حد معمولی سی اداکارہ تھی جسے ہدایت کار اپنی فلموں میں لینا بھی پسند نہیں کرتے تھے آج وہ اتنی بڑی اداکارہ بن چکی تھی کہ عزت دولت اور شہرت اس کے قدم چوم رہی تھی' زرناب کے پاس اتنی دولت تھی کہ اس کی سمجھ میں خود نہ آتا تھا کہ اسے

کیسے اور کہاں خرچ کرے۔آج تک اس کی فلمی صنعت میں کسی کے نصیب اس طرح نہیں جاگے جس طرح اس کے جاگے تھے۔زرناب کو اس مقام

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

تک پہنچانے میں اس کا ہاتھ تھا۔اس نے اس پر بڑی محنت کی۔اس فلم ساز نے جس نے پہلی بار اس کو اپنی فلم میں بطور ہیروئن لیا تھا۔اس سے کہا تھا کہ وہ زرناب پر توجہ دے گا اور اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لائے گا تو کوئی ضروری نہیں کہ وہ کل ایک بڑی اداکارہ نہ بن جائے۔اس فلم ساز نے زرناب کو اپنی فلم میں ہیروئن لے لیا کہ وہ بے حد سستی فلم بنانا چاہتا تھا۔ اس نے زرناب پر اپنی ساری توجہ مرکوز کردی تھی۔ان دنوں وہ نہ تو اتنی حسین نظر آتی تھی اور نہ ہی پر کشش اور پھر اداکاری میں بھی ماہر نہ تھی۔ ایک روز ا س نے سیٹ پر غصے میں آکر اس کے منہ پر چانٹا بھی دے مارا تھا۔فلم ریلیز ہوئی تو اس فلم نے غیر متوقع طور پر اتنی زبردست کامیابی حاصل کی کہ بڑی بڑی فلموں کی آمدنی کے ریکارڈ بھی توڑ دیے۔فلم کے ریلیز ہونے کے چند دن بعد زرناب کا ستارہ فلمی افق پر سب سے زیادہ روشن ستارہ تھا۔بی کے داس لائن کے تنگ و تاریک فلیٹ کے باہر فلم سازوں کی قطاریں لگ گئیں۔ایک فلم ساز نے اسے اپنا گلشن کا بنگلہ' اپنی کار اور نوکرچاکر بھی دے دیے۔

زرناب نے اس کے احسان کو فراموش نہیں کیا۔شہرت کی بلندیوں کو چھونے اور بے انتہا دولت مند بننے کے باوجود اس نے اس سے شادی کرلی۔اس لیے بھی کہ زرناب کے پرستاروں اور دولت مندوں کے لڑکوں نے شادی کے لیے اس کا ناک میں دم کردیا تھا۔لوگ اس کی خوش نصیبی پر رشک کرتے تو غلط نہیں کرتے تھے لیکن وہ کبھی کبھی سوچتا ضرور تھا کہ اسے کیا ملا؟ شہرت اسے صرف شہرت ملی تھی۔یہ شہرت اتنا کام نہیں دے سکتی تھی جتنی دولت دے سکتی تھی۔اس کی وجہ سے زرناب نے دولت اور یہ مقام حاصل کیا تھا۔گو اسے اس فلم کی کامیابی کے بعد کئی فلمیں ملی تھیں لیکن معاوضہ میں اتنا اضافہ نہیں ہوا جو اس کے لیے خاطر خواہ ہوسکتا تھا۔وہ خود بھی زرناب کی طرح بے پناہ دولت کا مالک بننا چاہتا تھا۔وہ کئی دنوں سے نہیں مہینوں سے سوچ رہا تھا کہ کسی طرح وہ بھی دولت مند بن سکتا ہے۔اس کا خیال تھا کہ وہ خود سے کوئی فلم بنائے گا تو ہٹ ہوجانے کی صورت میں دولت اس کے گھر کی لونڈی بن جائے گی۔وہ زرناب کی شراکت میں فلم بنانا چاہتا تھا۔اس نے سوچا تھا کہ وہ اس سے رقم بطور قرض لے کر بنائے

گا۔زرناب نے اسے دس لاکھ ٹکا کی رقم قرض دینا منظور کرلیا مگر ایک شرط پر، وہ شرط تھی ڈولی کو راستے سے ہٹانے کی۔

ڈولی بھی اس فلم انڈسٹری کی ابھرتی ہوئی اداکارہ تھی۔اپنے فن سے زیادہ اس نے ہمیشہ ستے عشوہ اور جسم کی آزادی سے فائدہ اٹھایا تھا۔یہ حقیقت تھی کہ اس سے زیادہ پرکشش اداکارہ اور کوئی نہیں تھی۔دوسری اداکارائیں اس سے بہت خائف رہتیں وہ جانتی تھیں کہ اس کی کوئی نہ کوئی فلم ایسی زبردست کامیابی حاصل کرلے گی کہ ان کی چمک دمک ماند پڑ جائے گی۔ڈولی نے چمڑے کے ایک تاجر کو پھانس کر ایک فلم بنانے کا اعلان کیا اور وہ فلم اسے ڈائریکٹ کرنے کے لیے کہا تھا۔زرناب کے کہنے پر اس نے فلم ڈائریکٹ کرنے سے معذرت کرلی۔ڈولی اپنی یہ توہین برداشت نہ کرسکی۔ایف ڈی سی اسٹوڈیو کے ایک فلور پر ڈولی پہنچی جہاں زرناب کی ایک نئی فلم کی شوٹنگ ہو رہی تھی۔ڈولی نے زرناب کو خوب لتاڑا اور طعنے دیے تو وہ برداشت نہ کرسکی۔وہ کسی خوں خوار بلی کی طرح اسے پر جھپٹ پڑی۔دونوں آپس میں

بلیوں کی طرح ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہوگئی تھیں۔ان دونوں کی زبردست جنگ میں

لباس کا جو حشر ہوا تھا۔اس سے زرناب کو بڑی خفت اٹھانا پڑی تھی۔ڈولی پر کچھ اثر نہ ہوا تھا۔اس لیے کہ وہ ہر فلم میں ایسے مناظر میں پیش پیش رہتی تھی۔

اخباروں میں کئی دنوں اس جنگ کا چرچا رہا۔ان دونوں نے ایک دوسرے کے خلاف بیانات کا جو سلسلہ جاری کیا تو اس سے اخبارات کو فائدہ پہنچا تھا۔ان کی ذات کو نہیں روز بروز ان دونوں کے درمیان عراق اور ایران کی جنگ جیسی شدت پیدا ہوتی چلی گئی تھی۔اس نے زرناب کے کہنے پر دو ایک کرائے کے غنڈوں کی خدمات حاصل کیں۔ان غنڈوں کو اس لیے کوئی کامیابی حاصل نہ ہوسکی تھی کہ ڈولی اپنے پاس ایک پستول حفاظت کی غرض سے رکھنے لگی تھی اور ایک بدمعاش کو باڈی گارڈ بھی رکھ لیا تھا۔جب اس کے غنڈوں نے ڈولی کی کار روک کر اسے اغوا کرنے کی کوشش کی تو ڈولی

نے اپنے پرس سے پستول نکال کر ان غنڈوں پر فائر کیا تھا۔اس طرح وہ منصوبہ ناکام ہوگیا تھا۔زرناب کی ابھی شرط پوری نہیں ہوئی تھی۔لہٰذا اس سے رقم نہیں مل سکتی تھی۔کبھی کبھی تو اس کا جی چاہتا تھا کہ وہ زرناب کو ہی راستے سے ہٹا دے۔اس طرح وہ اس کی ساری دولت کا تنہا مالک بن جائے گا لیکن اس کو راستے سے ہٹنا تو آسان تھا لیکن قانون کے ہاتھوں سے بچنا آسان نہیں تھا۔اس خیال سے وہ پیچھے ہٹ جاتا تھا۔بہرکیف اسے آزاد زندگی بہت پسند تھی۔

”جمال! وہ حرافہ تو یہاں بھی پہنچ گئی ہے۔“ زرناب جو کتنی ہی دیر سے دور بین آنکھوں سے لگائے چاروں طرف دیکھ رہی تھی۔اپنی جگہ سے ایک دم سے اچھل پڑی۔اس نے اپنی آنکھوں سے دور بین نہیں ہٹائی تھی۔اس کی آواز میں لرزید گی تھی۔وہ اسی سمت دیکھنے لگی جیسے ڈولی اس سمت آرہی ہو۔

”ڈولی یہاں کیسے آسکتی ہے۔“ جمال بولا۔”وہ تو اپنی فلم کی شوٹنگ میں حصہ لینے سہلٹ گئی ہوئی ہے۔“

”یہ کمینی ڈولی ہی ہے۔“ اس نے تکرار کی۔

”یہ تمہارا وہم ہے۔“ جمال نے اسے تسلی دی۔”جب سے تمہاری اس سے چپقلش شروع ہوئی ہے تب سے وہ تمہارے اعصاب پر بری طرح سوار ہوچکی ہے۔بالفرض محال وہ یہاں آبھی گئی ہے تو اس میں گھبرانے کی کیا بات ہے۔“

زرناب نے اس کی بات کا جواب نہیں دیا تو اس نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا۔زرناب کا چہرہ فق تھا اور اس نے اپنے دل کا خوف چھپانے کے لیے اپنی آنکھوں سے دور بین لگا رکھی تھی۔دور بین اور اس کے ہاتھ نے اس کا چہرہ کافی حد تک چھپا رکھا تھا پھر بھی اس کے بھرے بھرے سرخ گداز ہونٹ کانپ رہے تھے۔جمال نے محسوس کیا کہ اس کی حالت غیر ہو رہی ہے۔

وہ اس کے قریب گیا تو اس نے دور بین آنکھوں سے ہٹالی اور اس کی طرف بڑھاتے ہوئے بولی۔”لو تم خود دیکھ لو۔“

جمال نے اس کے ہاتھ سے دور بین لے کر آنکھوں سے لگالی اور اس کی سمت دیکھنے لگا جس سمت اس نے اشارے سے بتایا تھا۔ایک موٹر بوٹ جو راجا تری دیورائے کے محل کے قریب سے گزر رہی تھی۔اس میں وہ خادم چوہدری کے ساتھ بیٹھی تھی۔خادم چوہدری ڈھاکہ کا مشہور منشیات فروش اور عیاش شخص تھا۔اس کا بھی ایک بنگلہ پہاڑی ٹیلے پر بنا ہوا تھا۔کہ خادم چوہدری پر سے دور بین ہٹاتے ہوئے بولا۔”ڈولی آئی ہوئی ہے تو اس میں خوف زدہ ہونے کی کیا بات ہے۔“

”مجھے اس کے ارادے کچھ اچھے نہیں معلوم ہوتے ہیں۔“ زرناب کے بدن میں ایک سرد لہر سی اٹھی تھی۔

”وہ خادم چوہدری کے ساتھ آئی ہوئی ہے۔“

"کچھ بھی ہو ہمیں اس سے ہوشیار رہنا ہوگا۔خادم چوہدری بے حد خطرناک آدمی ہے۔وہ ڈولی کے اشاروں پر ناچ بھی سکتا ہے۔"

"تم کسی بات کی فکر نہ کرو۔" جمال نے اسے تسلی دی۔"وہ ہمارا بال تک بیکا نہیں کرسکتے۔"

دوسرے دن جمال اپنی بیوی کو لے کر ایک جنرل اسٹور میں داخل ہوا۔وہاں اتفاق سے ڈولی بھی خادم چوہدری کے ساتھ موجود تھی اور اپنے پرستاروں کو آٹو گراف دے رہی تھی۔پرستاروں نے اسے گھیرا ہوا تھا۔اس اسٹور میں پولیس انسپکٹر سبھاس ورما بھی اپنے ماتحتوں کے ساتھ ایک طرف کھڑا تھا۔ان پرستاروں کی نظریں جیسے ہی زرناب پر پڑیں وہ بادل کی طرح چھٹ کر اس پر چھا گئے۔ڈولی اپنی توہین اور سبکی برداشت نہ کرسکی اس نے ایسا رکیک جملہ استعمال کیا کہ وہ برداشت نہ کرسکی کسی خوں خوار جانور کی طرح اس کی طرف تیزی سے بڑھی۔

"کمینی! میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گی۔تو کیا سمجھتی ہے اپنے آپ کو...!"

سبھاش ورما فوراً ہی ان دونوں کے درمیان حائل ہو گیا۔ان دونوں کے درمیان جو چپقلش اور دشمنی تھی اسے اس کی خبر تھی۔وہ اخبارات میں پڑھ چکا تھا اس نے دونوں سے مودبانہ انداز سے کہا۔"پلیز آپ یہاں سیر و تفریح کے لیے آئی ہیں لڑنے جھگڑنے کے لیے نہیں۔آپ دونوں رنگا ماٹی کے مہمان ہیں۔میں آپ دونوں سے درخواست کرتا ہوں کہ یہاں کی فضا میں بد مزگی نہ گھلنے دیں۔"

ڈولی' خادم چوہدری کے ساتھ باہر نکل گئی۔زرناب اپنے بنگلے پر پہنچ کر اس سے بولی۔" ڈولی کو راستے سے ہٹانے کے لیے اس سے اچھی جگہ اور سنہرا موقع نہیں مل سکتا ہے۔اگر تم اسے راستے سے ہٹا دو تو میں تمہارے نام اپنی نصف دولت کرسکتی ہوں۔"

"مگر زرناب ڈارلنگ...!" جمال تذبذب میں پڑ گیا۔

زرناب نے اپنے پرس سے چیک بک نکال کر اس پر دستخط کرکے بلینک چیک اس کی طرف بڑھایا۔"تمہیں میرے بینک بیلنس کے بارے میں معلوم

ہے۔تم اس میں سے نصف رقم لے سکتے ہو۔اس رقم سے فلم بناؤ یا شراب جوئے میں اڑا دو میں تم سے کوئی سوال نہیں کروں گی۔کیا کوئی ایک انسانی جان کے لیے اتنی بڑی قیمت ادا کرسکتا ہے۔“

بلینک چیک دیکھتے ہی جمال کو لگا کہ وہ کوئی رنگین سا سپنا دیکھ رہا ہے۔اس بینک میں چالیس لاکھ کی رقم جمع تھی۔اس نے چیک لے کر اپنی جیب میں رکھ لیا۔لوہا بہت گرم تھا۔اس پر شدید ضرب کی ضرورت تھی۔اس نے زرناب سے کہا۔

”ڈولی کو قتل کرنا بہت آسان ہے لیکن قانون سے بچنا بہت مشکل۔اگر میں گرفتار ہوگیا تو تم بھی گرفتار کرلی جاؤ گی۔پولیس کہے گی اصل جھگڑا اور دشمنی تم سے تھی اور تم نے اپنے شوہر کے ساتھ مل کر اسے قتل کیا ہے۔“

”میرے ذہن میں ایک منصوبہ ہے۔“ وہ بولی۔”اس منصوبے پر عمل کرنے سے سانپ بھی مرجائے گا اور لاٹھی بھی نہیں ٹوٹے گی۔“

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

”کیسا منصوبہ؟“ اس نے حیرت سے پوچھا۔

زرناب نے اسے اپنا منصوبہ بتایا تو وہ بولا۔”تمہارا منصوبہ تو بہت آسان‘ بے عیب اور سادہ سا ہے پولیس تفتیش کرنے آئی تو تم اس کا اطمینان کیسے کراسکو گی؟“

”تم اور میں ایک ہی بیان پر اڑے رہیں گے ہم میں سے یہاں سے کوئی نہیں گیا تھا۔سارا دن اور رات بنگلے ہی میں تھے اور پھر نوکر کو سمجھادیں گے کہ وہ بھی ہمارے بیان کی تائید کرے۔پولیس کو ہمارے خلاف کوئی ٹھوس ثبوت نہیں ملے گا نہ کوئی عینی گواہ ہوگا جو اپنا بیان ہمارے خلاف دے سکے۔“

”ڈولی بھی تو اپنے پاس ہر وقت سائیلنسر لگا پستول رکھتی ہے۔“ جمال نے اپنے انجانے خوف کا اظہار کیا۔

”تو کیا ہوا تمہارے پاس بھی میرا سائیلنسر لگا ہوا پستول ہوگا۔“ زرناب کہنے لگی۔”یہ پستول تم اس وقت استعمال کرو گی جس وقت ڈولی خادم چوہدری کی

خواب گاہ میں نشے میں دھت ہوگی۔اس وقت تم اپنا پستول بڑے اطمینان
سے استعمال کرو گے۔اگر خادم چوہدری نے کوئی مزاحمت کی تو ایک گولی کا
تحفہ اس کی خدمت میں بھی پیش کردینا۔"

"اب یہ دیکھنا اور معلوم کرنا ہے کہ ڈولی خادم چوہدری کے ساتھ ٹھہری ہے
یا کسی اور کے ساتھ ہے۔یہ بھی معلوم کرنا ہے کہ چوہدری کے ساتھ اس
بنگلے میں کون کون رہتا ہے کتنے نوکر ہیں وغیرہ وغیرہ۔"

دوسرے دن جمال خریداری کے بہانے نکلا۔بازار پہنچ کر اس نے مقامی شخص
سے جو اس کا شناسا تھا اور کرائے پر موٹر بوٹس اور کشتیاں دیا کرتا تھا غیر
محسوس انداز سے خادم چوہدری اور ڈولی کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا
کہ ڈولی ایک پروڈیوسر کے بنگلے میں ٹھہری ہے جو خادم چوہدری کے بنگلے
سے نصف فرلانگ پر واقع ہے۔ڈولی کے ساتھ اس کے نوکر ہیں جو دونوں
میاں بیوی ہیں۔خادم چوہدری کے ساتھ صرف ایک نوکر ہے۔وہ نوکر رات
دس بجے ایک ہوٹل میں آکر ٹھہر جاتا ہے جو گھوٹ پر واقع ہے۔وہ اپنے

نوکر کو اس لیے بھیج دیتا ہے کہ کوئی اس کی تفریح میں مخل نہ ہو۔رات
ٹھیک گیارہ بجے ڈولی موٹر بوٹ سے اس کے ہاں پہنچتی ہے اور صبح دس بجے
واپس آتی ہے۔میں تین دن سے یہی تماشا دیکھ رہا ہوں۔

اسی روز رات آٹھ بجے رات کا کھانا کھانے کے بعد جمال نے اپنے منصوبے
پر عمل کرتے ہوئے چائے میں خواب آور گولیاں ملا کر اپنے نوکر کو پینے کے
لیے دیں۔کچھ دیر کے بعد اس سے کہا کہ وہ جا کر اپنے کوارٹر میں سوجائے
رات ٹھیک دس بجے اس نے نوکر کے کمرے میں جھانکا تو وہ کمبل اوڑھے
گہری نیند سو رہا تھا۔اس نے کوٹ پہننے کے بعد مفلر کو اچھی طرح سے کانوں
پر لپیٹ لیا۔اس لیے کہ باہر سردی بڑھ گئی تھی۔پھر اس نے زرناب سے
پستول لے کر اس کی نال پر سائیلنسر لگا کر کوٹ کی جیب میں رکھ لیا۔وہ
اسے برابر ہدایت دیتی رہی اور اس کا حوصلہ بڑھاتی رہی تھی اور پھر اسے
رخصت کرنے ڈاک پر آئی۔وہ اس وقت تک ڈاک پر کھڑی ہاتھ ہلاتی رہی
تھی جب تک اس کی موٹر بوٹ پہاڑی ٹیلے کی اوٹ میں چلی نہ گئی۔

آسمان پر دسویں تاریخ کا چاند تھا۔اس کی مدہم سپید چاندنی پانیوں پر منجمد سی ہوگئی تھی۔وہ ایک گھنٹہ پہلے ہی اس لیے روانہ ہوگیا تھا کہ کسی ایسی جگہ گھات لگا کر بیٹھ جائے جہاں سے ڈولی کی موٹر بوٹ پر نظر رکھ سکے۔فضا بڑی پر سکون تھی لیکن اس خاموش فضا میں دور کسی نہ کسی موٹر بوٹ کے انجن کی آواز سنائی دے رہی تھی۔رات بھی لوگ گھاٹ سے اپنے گھر آتے جاتے تھے۔وہ اپنی موٹر بوٹ کو آہستہ آہستہ چلاتا ہوا اس پہاڑی ٹیلے کی طرف لے جا رہا تھا جو ڈولی کے اس ٹیلے کے پاس ہی تھا۔جہاں وہ ٹھہری تھی اس ٹیلے پر ایک زیر تعمیر بنگلہ تھا۔یہ بنگلہ اس چاندنی رات میں کسی کھنڈر کی طرح ویران لگ رہا تھا۔اس کے ڈاک پر اس نے اپنی موٹر بوٹ روک لی۔ڈولی اس راستے سے خادم چوہدری کے بنگلے پر جاتی تھی۔ادھر ہَوا کا رخ نہیں تھا اس لیے اسے سردی محسوس نہیں ہو رہی تھی۔وہ موٹر بوٹ سے اتر کے ٹیلے پر لیٹ گیا آسمان پر چاند کو دیکھنے لگا چاند کو دیکھتے دیکھتے کب اس کی آنکھ لگی اسے کچھ پتا نہیں چلا۔

وہ نیند سے بے دار ہوا تو اس کے کانوں میں موٹر بوٹ کے انجن کی صدا سنائی دینے لگی۔جو لمحہ بہ لمحہ اس کے قریب ہوتی جا رہی تھی۔اس نے یک دم چونک کر اپنی دستی گھڑی میں وقت دیکھا تو رات کے گیارہ بج رہے تھے۔وہ تیزی سے اپنی موٹر بوٹ میں آیا جلدی سے اس نے جیب سے پستول نکال کر اپنے قدموں میں رکھ لیا۔پھر اس نے موٹر بوٹ کا انجن اسٹارٹ کیا۔ڈولی کی موٹر بوٹ اس ٹیلے کا چکر کاٹ کر آرہی تھی۔اس نے اپنی موٹر بوٹ کا رخ اس طرف پھیرا اور اس سمت بڑھنے لگا۔

چند لمحوں کے بعد ڈولی کی موٹر بوٹ اس کے سامنے تھی۔ڈولی نے اسے دیکھتے ہی پہچان لیا تھا اور چونک پڑی تھی۔اپنی موٹر بوٹ روک کر وہ بڑی نفرت اور حقارت سے بولی تھی۔

”تم زرناب کے پالتو کتے میں تو سمجھی تھی کہ تم شاید ڈھاکہ چلے گئے۔“ پھر اس نے جیسے خطرے کی بو سونگھ لی تھی۔اس نے اپنے اوور کوٹ کی جیب سے پستول نکالنے کے لیے ہاتھ ڈالا تھا کہ جمال سمجھ گیا کہ وہ پستول نکال

رہی ہے۔اس نے بجلی کی سی تیزی کے ساتھ جھک کر اپنا پستول اٹھا کر ڈولی کو نشانے کی زد میں لیا تو ڈولی پر سکتہ چھا گیا۔اس کی آنکھیں دہشت سے پھٹی رہ گئیں۔اس سے پہلے کہ وہ چیختی پے در پے دو فائر ہوئے۔وہ چیخ بھی نہ سکی۔کشتی میں منہ کے بل گر پڑی۔اس کا جسم تڑپا اور ٹھنڈا ہوگیا۔

جمال نے اپنا پستول پانی میں پھینک دیا زرناب نے سختی سے اسے تاکید کی تھی کہ ڈولی کو قتل کرنے کے بعد وہ ایک منٹ کے لیے بھی پستول اپنے پاس نہ رکھے پھر وہ اپنی موٹر بوٹ تیزی سے چلاتا ہوا جدھر منہ اٹھا ادھر کو چل پڑا۔وہ ایک طرح سے بڑا بد حواس ہوگیا تھا اور گھبراہٹ سے اس کی عجیب سی حالت ہو رہی تھی۔وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ آج وہ ایک قاتل بن گیا ہے۔اس نے دولت کے اندھے جنون میں مبتلا ہو کر ایک لڑکی کا خون کردیا ہے۔اس نے خود پر قابو پانے کی بہت کوشش کی۔وہ سوچنے لگا کہ گھر پہنچ کر خوب شراب پیے گا اور نشے میں دھت ہوجائے گا پھر کوئی احساس اسے نہیں ستائے گا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

وہ اپنے گھر پہنچا تو رات کا ایک بج رہا تھا۔اسے دیر اس لیے ہوگئی تھی کہ وہ راستا بھول گیا تھا۔اس نے ڈاک پر موٹر بوٹ کھڑی کی اور اوپر پہنچا۔سب سے پہلے اس نے نوکر کے کمرے میں جا کر جھانکا۔نوکر گہری نیند سو رہا تھا۔وہ نشست گاہ میں آیا تو اسے زرناب دکھائی نہیں دی۔البتہ تپائی پر شراب کی بوتل اور ایک گلاس نظر آیا۔نصف سے زیادہ بوتل خالی تھی۔گویا وہ اس کے انتظار میں شراب پیتے پیتے اکتا کر سونے چلی گئی تھی۔اس نے بیڈ روم کی طرف دیکھا تو دروازہ بھڑا ہوا تھا۔وہ صوفے پر بیٹھ کر اپنے حواس پر قابو پانے کے لیے گلاس میں شراب انڈیل کر پینے لگا۔اس نے ایک گلاس شراب ایک ہی سانس میں حلق میں اتاری تو اس کے اعصاب پر سکون ہوگئے۔وہ دوسرا گلاس بھر رہا تھا کہ اس نے ایک آواز سنی۔اس نے اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑکی کے پاس جا کر باہر جھانکا تو اس نے پولیس کی کشتی لانچ کو آتے دیکھا۔چند لمحوں کے بعد وہ لانچ اس کے ٹیلے کے ڈاک پر آکر رک گئی۔اس

میں سے انسپکٹر سبھاش ورما اور چند سپاہی اتر کے تیزی کے ساتھ اوپر آرہے تھے۔

کیا پولیس کو پتا چل گیا؟ اس کی حالت غیر ہونے لگی لیکن اتنی جلدی کیسے پتا چل گیا۔وہاں نہ تو کوئی شخص تھا اور نہ ہی راستے میں اسے کسی نے دیکھا تھا۔وہ ان خیالات میں گم تھا اور بد حواس ہو رہا تھا کہ انسپکٹر نے دروازے پر دستک دی۔اس نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا پھر وہ انجان بن کر بولا۔
”انسپکٹر آپ؟ اتنی رات گئے خیریت تو ہے؟“

”خیریت نہیں ہے جبھی اتنی رات گئے آپ کو زحمت دے رہا ہوں۔“ انسپکٹر نے جواب دیا۔”آپ کو سن کر حیرت ہوگی کہ کسی نے مس افروزہ ڈولی کو قتل کردیا۔“

”جی... کیا کہا...؟“ وہ اچھل پڑا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

”آج رات دس گیارہ بجے کے درمیان اسے قتل کردیا گیا ہے؟“ انسپکٹر نے نشست گاہ پر اچٹتی ہوئی نظر ڈالی۔”میں اس قتل کی تفتیش کے سلسلے میں حاضر ہوا ہوں میرا شک آپ پر ہے۔آپ نے ہی اسے قتل کیا ہے؟“

”میں نے اسے قتل کیا ہے؟“ اس کی آواز حلق میں اٹک رہی تھی۔”یہ بات آپ کس بناء پر کہہ رہے ہیں؟“

”اس بناء پر کہ کل آپ کی بیگم نے میرے سامنے اسے قتل کی دھمکی دی تھی اور پھر آپ دونوں ہی ڈولی کے جانی دشمن تھے۔دشمنی دو ایک سال سے چلی آرہی ہے۔ماضی میں اس پر جو دو ایک قاتلانہ حملے ہوئے تھے اس نے آپ دونوں ہی کو مورد الزام ٹھہرایا تھا۔

”میری بیوی نے کل جو کچھ بھی کہا تھا وہ غصے کی حالت میں کہا تھا۔اس نے جو رکیک جملہ کہا تھا اس سے کوئی بھی آپے سے باہر ہو سکتا ہے۔میری بیوی بھی اس رکیک جملے کو برداشت نہ کرسکی تھی۔رہی دشمنی کی بات، فلم انڈسٹری میں کون ایک دوسرے کا دشمن نہیں ہوتا ہے کوئی ظاہر میں ہوتا

ہے کوئی باطن میں۔عزت شہرت اور دولت ایک دوسرے سے حسد' جلن اور رقابت پیدا کر دیتی ہے۔رہی بات قاتلانہ حملے کی یہ محض ایک الزام تھا زرناب تنہا اس کی دشمن نہیں تھی ڈولی کے دوست کم دشمن زیادہ ہیں۔اسے کبھی دوست بنانے نہیں آئے۔"

"اچھا تو آپ اتنی دیر تک کیوں جاگ رہے ہیں؟"

"ہم یہاں راتوں کو جاگنے' سیر و تفریح کرنے اور زندگی کی لذتوں سے محظوظ ہونے کے لیے آتے ہیں۔اگر راتوں کو سونا ہوتا تو ہم ڈھاکہ میں ہی

رہتے۔یہاں کا رخ بھی نہیں کرتے۔"

"آپ کی بیگم کہاں ہیں؟" انسپکٹر نے پوچھا۔

"وہ پانچ دس منٹ پہلے ہی سونے کے لیے بیڈ روم میں گئی ہیں۔"

"آپ میں سے کوئی یہاں سے دس گیارہ بجے کے درمیان گھومنے کے لیے موٹر بوٹ میں تو نہیں نکلا تھا۔"

"جی نہیں ہم دونوں میں سے آج کسی نے بھی یہاں سے باہر قدم نہیں نکالا۔سارا دن ایک نئی فلم کے اسکرپٹ پر تبادلہ خیال کرتے رہے۔سہ پہر کو سو کر رات آٹھ بجے اٹھے تھے۔کھانا کھا کر ٹیلی ویژن دیکھتے رہے۔پھر شراب اور باتوں سے دل بہلاتے رہے تھے اگر آپ کو میری بات کا یقین نہیں ہے تو میری بیوی سے دریافت کرسکتے ہیں اور میرے نوکر سے بھی پوچھ گچھ کرسکتے ہیں۔جو کچھ دیر پہلے جا کر سویا ہے۔"

"اچھا!" انسپکٹر کچھ سوچتا ہوا بولا۔"پہلے آپ اپنی بیگم کو جگا کر لے آئیں میں ان سے کچھ سوالات کرنا چاہتا ہوں۔"

جمال مسکراتا ہوا بیڈ روم کی طرف بڑھا۔بیڈ روم میں داخل ہو کر اس نے سوئچ آن کیا۔زرناب سردی کی وجہ سے سر سے پیر تک کمبل اوڑھے سو رہی تھی۔اس نے پلنگ کے پاس جا کر اس کے چہرے پر سے کمبل اٹھایا اور اس

کے اوپر جھک گیا۔دوسرے لمحے وہ دہشت زدہ سا ہو کر کھڑا ہوگیا اور ایک قدم پیچھے ہٹا۔اس کی آنکھیں باہر کو نکلی پڑی تھیں۔چہرہ سفید پڑا تھا۔اس کا سارا بستر اور لباس خون میں لت پت تھے۔اس کے بدن میں سوراخ تھے جس میں سے بہت سارا خون بہہ کر خشک ہوچکا تھا۔وہ موت کی وادی میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے پہنچ چکی تھی۔